ایک مخلص رفیق کی یاد میں

تحریر: جمشید عالم عبد السلام سلفیؔ
استاد المعہد الاسلامی انوار العلوم گنجہڑا

موت ایک اٹل حقیقت ہے، جس سے کسی بھی ذی روح کے لیے جائے مفر نہیں ہے۔ موت و حیات کا یہ سلسلہ ابتدائے آفرینش سے جاری و ساری ہے، مگر کچھ لوگوں کی موت کی خبر قلب و روح پر بجلی بن کر گرتی ہے اور ان کی جدائی طبیعت پر بڑی شاق گزرتی ہے۔ فاضلِ گرامی شیخ محمد انیس سلفیؔ رحمہ اللہ کی ناگہانی وفات بھی ہمارے لیے دلی صدمے کا باعث اور قوم و ملت کے لیے عظیم خسارہ ہے۔ وفات کی خبر نے ذہن و دماغ کو معطل کر دیا، دکھ و تکلیف اور غم و اندوہ سے طبیعت بے چین ہو گئی۔ کسے معلوم تھا کہ مولانا محمد انیس سلفی رحمہ اللہ کی معمولی بیماری موت کا پیغام لے کر آئی ہے۔ ہر طرح کے فکر و غم اور تمام طرح کے سوچ و فکر سے آزاد، ہر لمحہ ہنستا مسکراتا، ہشاش بشاش دمکتا چہرہ بالآخر معمولی مگر قدرے طویل بیماری کے بعد ۱۴/ اگست ۲۰۲۱ء بروز سنیچر بعد نمازِ فجر اپنے پیچھے اہلِ خانہ سمیت ہزاروں شاگردوں اور بہتیرے دوست و احباب کو روتا بلکتا چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا۔ إنا لله وإنا اليه راجعون

آپ رحمہ اللہ کے اندر بہت سی خوبیاں پائی جاتی تھیں، آپ ایک ماہر و کہنہ مشق مدرس کے ساتھ ساتھ لائق و فائق مربی و منتظم اور بہترین داعی تھے۔ مجھے آپ کے ساتھ طویل رفاقت کا موقع ملا اس دوران میں نے آپ کو قوم و ملت کا بہی خواہ، انتہائی درد مند، سنجیدہ و خوش خصال انسان پایا، آپ کی زندگی کی سب سے بڑی

خصوصیت یہی تھی کہ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے، چہرے پر مسکراہٹ ہویدا رہتی تھی اور ہر ملاقاتی شخص کے لیے زبان پر دعائے خیر رہتی تھی۔ کسی سے کوئی دشمنی نہیں رکھتے تھے، وقتی طور پر اگر کسی سے کوئی ناراضی ہوئی تو اسے مرض کی طرح نہیں پالتے تھے، اپنی ذات سے اگر کسی کو فائدہ نہیں پہنچایا تو اس کا نقصان بھی نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بغض و حسد سے آپ کا سینہ پاک تھا۔ بیماری کے دنوں میں بھی فاضل دوست کی ہشاشت و بشاشت اور خوش اخلاقی و ملنساری میں کوئی کمی نہیں آئی تھی، طبیعت و مزاج میں وہی صحت و تندرستی والی امنگ و ترنگ اور خوش خصالی تھی جو کہ آپ کی زندگی کا خاصہ تھا، مہمانوں کی خاطر داری اور خندہ پیشانی سے پیش آنے میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

آپ کی بیماری بھی عجب حادثہ تھی۔ ابتدائی طور پر آپ کے دائیں پیر کی انگلیوں میں کبھی کبھار درد کی شکایت ہوئی، جسے ہم لوگوں کے سامنے بیان کرتے اور ہم لوگ اسے ہنس کر ٹال دیا کرتے تھے کہ یہ تھکاوٹ کی وجہ سے معمولی درد ہوگا اور آپ بلاوجہ اس کے لیے پریشان ہوتے ہیں، پھر جب مسلسل درد کی شکایت رہنے لگی تو یورک ایسڈ کا ٹسٹ کرایا گیا اور اس کا رپورٹ بھی نارمل آیا، اس کے بعد مدرسہ میں تعطیل ہونے کی وجہ سے ہم لوگ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور اُنھی تعطیل کے ایام میں بتدریج مرض میں اضافہ ہوا اور ابتدائی طور پر دائیں پیر میں کچھ طاقت کی کمی محسوس کی گئی، حسبِ معمول کئی ڈاکٹروں کو شیخ نے دکھایا اور انھیں کے مشورے سے ایم آر آئی اور سٹی اسکین بھی کرایا۔ اتنا کچھ ہو جانے کے باوجود شیخ ہمیشہ معمول کے مطابق فون پر گفتگو کرتے رہے اور دورانِ گفتگو مجھ سے بتایا کہ میں نے ایم آر آئی

کرا لیا ہے، مگر ڈاکٹر کے بتانے کے حساب سے کوئی طبی پریشانی نہیں ہے، جب کہ اس وقت دائیں پیر نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا اور دایاں ہاتھ بھی کچھ متاثر تھا۔ ایک شاگرد کے ذریعہ شیخ کی جب یہ حالت معلوم ہوئی تو بڑا دکھ ہوا، کیوں کہ بیماری ہی سے متعلق شیخ سے گفتگو ہوتی تھی، مگر انھوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ الحمد للہ آرام ہے کوئی خاص مسئلہ نہیں ہے، پھر ملاقات کے لیے شیخ کے گھر جانا ہوا اور جب ملاقات ہوئی تو معمول کے مطابق بڑی خوش طبعی سے ملے، البتہ چلنے سے کافی حد تک معذور تھے، فاضل دوست کی یہ حالت دیکھ کر بڑا دکھ ہوا، لیکن بروقت اس کا اظہار نہیں کیا اور باہم دیگر مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی اور بات چیت و چہرے مہرے سے اپنی عادت کے مطابق انتہائی ہشاش و بشاش دکھائی دیے۔ اس کے بعد لکھنؤ دکھایا گیا، پھر گورکھپور اور پھر دوبارہ لکھنؤ دکھایا گیا، اس بیچ ایک مرتبہ پھر شیخ کی عیادت کے لیے ان کے گھر جانا ہوا اور ملاقات کے بعد یہ مشاہدہ ہوا کہ بدن میں کافی کمزوری آچکی ہے اور پیر کے ساتھ ہاتھ نے بھی مکمل طور پر کام کرنا چھوڑ دیا ہے اور بولنے میں بھی دقت و پریشانی ہو رہی ہے، مگر اِن مصائب میں گھِرے ہونے کے باوجود بھی کافی مطمئن تھے البتہ دوا و علاج سے متعلق قدرے رنجیدہ تھے، بار بار دعاؤں کے لیے کہہ رہے تھے اور یہی کہہ رہے تھے کہ اب دوبارہ ایم آر آئی کرانے کا دل نہیں کر رہا ہے اور پتہ نہیں کیوں اس سے خوف محسوس رہا ہے، جب کہ میں نے اور میرے ہمراہ عزیزی سعود اختر عبد المنان سلفیؔ اور اسعد عبد المنان نے کافی دلاسہ دیا، پھر ہم لوگوں سے وعدہ کیا اور کہنے لگے کہ چند دنوں میں ایم آر آئی کراکر لکھنو ڈاکٹر کو دکھانے جاؤں گا۔ آخری ایم آر آئی رپورٹ کے مطابق جسم کے باریک رگوں میں خون منجمد ہو کر کام کرنا چھوڑ دیا تھا، جس کی وجہ سے ہاتھ

پاؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا اور زبان بھی بند ہو گئی تھی۔ اللہ اس بیماری کو آپ کے لیے کفارۂ سیئات کا سبب بنائے۔ آمین!

یہ ہے فاضلِ گرامی مولانا محمد انیس سلفیؔ رحمہ اللہ کی علالت و بیماری کی مختصر روداد کہ کس طرح بیماری کی ابتدا ہوئی اور پھر کن مراحل سے فاضل دوست کو گزرنا پڑا۔ شیخِ محترم کی بیماری کے ان لمحات میں ہمارے لیے نصیحت کے بہت سے پہلو ہیں اور اس سے شیخ کے مزاج و طبیعت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ لاکھ صحت کی خرابی کے باوجود صبر و ضبط اور اطمنان و شکرِ الٰہی والی زندگی گزارتے رہے۔

مولانا محمد انیس بن سہراب علی سلفیؔ رحمہ اللہ کی ولادت ان کے آبائی وطن موضع گیا نگر، بلہری، برڈ پور وارڈ نمبر ۳، ضلع سدھارتھ نگر میں ۳/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ہوئی۔ اور ابتدائی تعلیم گاؤں ہی کے مکتب میں ہوئی، مولانا ابو الحسن رحمہ اللہ آپ کے ابتدائی اساتذہ میں سے ہیں، فاضل گرامی اپنے اس بزرگ استاد کی بڑی عزت کرتے تھے، ان کا تذکرہ بڑے والہانہ انداز میں کرتے تھے، جب بھی موقع ملتا ان کی عزت افزائی فرماتے، یہاں المعہد الاسلامی انوار العلوم گنجہڑا میں جب بھی کوئی چھوٹا بڑا پروگرام ہوتا تو بطور مہمانِ خصوصی انھیں ضرور بلاتے تھے۔ اس کے بعد مدرسہ دار الہدیٰ یوسف پور میں داخل ہوئے، یہاں آپ نے ۱۹۸۹ء تک تعلیم حاصل کی، ممتاز نمبرات سے کامیاب ہو کر ثانویہ ثانیہ کی سند سے سرفراز ہوئے، یہاں کے اساتذہ میں سے مولانا محمد ابراہیم رحمانی رحمہ اللہ اور مولانا عبد الرحیم امینی حفظہ اللہ کا ذکرِ خیر ہم احباب سے کیا کرتے تھے۔ جامعہ دار الہدیٰ یوسف پور کے بعد علمی پیاس کی تسکین کے لیے آپ جامعہ سراج العلوم کنڈؤ بونڈھیار گئے اور ۱۹۹۲ء میں وہاں سے عالمیت کی

سند حاصل کی، یہاں مولانا ابو العاص وحیدی حفظہ اللہ اور دیگر بہت سے اساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔ فضیلۃ الشیخ ابو العاص وحیدی حفظہ اللہ کا جب بھی تذکرہ آتا تو بڑے عزت و احترام اور عقیدت سے ان کا نام لیتے تھے اور ان کی علمی وسعت کا تذکرہ فرماتے تھے۔ اس کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس گئے اور وہاں سے آپ نے دوبارہ ۱۹۹۴ء میں عالمیت کی سند حاصل کی جب کہ اس وقت وہاں عالمیت کا مرحلہ چار سالوں پر مشتمل تھا اور شیخ محترم نے وہاں آخر کے دو سالوں میں تعلیم حاصل کی، وہاں کے معروف اساتذہ میں استاد محترم ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری، ڈاکٹر رضاء اللہ مبارک پوری، شیخ عبد السلام مدنی، علامہ محمد رئیس ندوی رحمہم اللہ اور شیخ محمد مستقیم سلفی حفظہ اللہ وغیرہ تھے۔

تعلیم و تعلم کی راہ میں آپ نے کافی صعوبتیں برداشت کیں، گاہے بہ گاہے ہم لوگوں سے اس کا تذکرہ بھی کرتے تھے اور اپنے والدِ محترم کے حق میں دعائے خیر کرتے رہتے تھے کہ انتہائی عسرت و تنگی اور فقر و محتاجی کے باوجود والدِ محترم نے زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا اور مزید یہ کہ دینی تعلیم کے حصول کے لیے ہر ممکن راہیں فراہم کیں۔ اللہ باپ بیٹے دونوں کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

فراغت کے معاً بعد ۱۹۹۴ء میں مفتاح العلوم السلفیہ گلہریا، روپندیہی نیپال سے منسلک ہوئے اور یہیں سے عملی میدان میں قدم رکھا، تقریباً چودھ پندرہ سالوں تک یہاں بڑی محنت و لگن کے ساتھ درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا، تدریسی فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مختلف مواضعات میں خطبۂ جمعہ کا بھی اہتمام کرتے تھے اور بسا اوقات وہاں عیدین وغیرہ کی نماز بھی پڑھاتے تھے، وہاں کے عوام اور طلبہ و اساتذہ

آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے، ایک مرتبہ میرا وہاں جانا ہوا تو بزرگوں سے آپ کی بڑی تعریف سنی تھی اور وہاں کے بیشتر لوگوں کو آپ کی مدح وتعریف میں رطب اللسان پایا۔اسی دوران مدرسہ نجم الہدیٰ بھینسا گاہن، روپندیہی نیپال میں ایک سال تک درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا اور پھر واپس مفتاح العلوم گلہریا میں آگئے تھے۔اِدھر زندگی کے آخری ایام میں تقریباً دس سال سے کچھ زائد عرصہ تک المعہد الاسلامی انوار العلوم گنجہڑا میں درس و تدریس کا فریضہ بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا، ساتھ ہی منسلک ہونے کے بعد ہی سے یہاں کے صدر مدرس بھی رہے۔۲۰۱۰ء کے اواخر میں المعہد الاسلامی انوار العلوم گنجہڑا میں آپ کی تشریف آوری ہوئی اور تادمِ حیات یہیں سے منسلک رہے۔بڑی خوش اسلوبی سے آپ نے اپنے فریضے کو ادا کیا، طلبہ و اساتذہ سبھی آپ سے خوش رہتے تھے، آپسی تناؤ اور ناچاقی کے لمحات کم ہی دیکھنے کو ملے، بلکہ نہ کے برابر تھے۔

المعہد الاسلامی انوار العلوم گنجہڑا میں مجھے آپ کے ساتھ تقریباً دس سال سے کچھ زائد عرصہ پر مشتمل باہمی رفاقت کا موقع ملا اور ہم دونوں آپس میں ایک دوسرے سے اخذ و استفادہ کرتے رہے، اس دوران مختلف طرح کے سرد و گرم حالات آئے ، مگر تعلقات ہمیشہ مستحکم رہے، صرف میرے ہی ساتھ نہیں اور دیگر اساتذہ کے ساتھ بھی تعلقات میں کوئی بڑی کشیدگی و ناچاقی نہیں پیدا ہوئی۔

آپ نہایت صاف شفاف اور بلند اخلاق و کردار سے متصف تھے، خورد و کلاں سبھی سے نہایت خنداں پیشانی سے پیش آتے اور سفاہت و بداخلاقی والے کاموں سے دور رہتے تھے، بے جا زیادتی اور کسی کا استحصال کرنا آپ کا وطیرہ نہیں تھا۔آپ انتہائی

سنجیدہ شخصیت کے مالک تھے، فخر و غرور اور کبر و تعلی سے دور نرم خو اور نہایت سادہ طبیعت کے انسان تھے۔ معہد میں طویل رفاقت کے دوران آپ کی کبھی کسی سے تُو تُو مَیں مَیں اور بدکلامی نہیں ہوئی، اس دوران مسلسل صدر مدرس کے عہدے پر فائز رہے، مگر کبھی کسی پر عہدے کا رعب نہیں جھاڑا، سبھوں سے نرم خوئی اور خوش اخلاقی سے ملے اور کسی کو اپنی ذات سے نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی۔

ایک عہدے پر طویل عرصے تک فائز رہنے کے باوجود لوگوں کا نالاں نہ ہونا اور لوگوں کے ساتھ بہترین تعلقات کا رشتہ برقرار رہنا اور ساتھ رہنے والوں کا تعریف و توصیف کے کلمات بلند کرنا بذاتِ خود انسان کے بلند اخلاق کی دلیل ہے۔

فاضل دوست اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ان کی پوری زندگی تعلیم و تعلم، درس و تدریس اور دعوت و ارشاد کے میدان میں گزری، بڑی متحرک زندگی تھے، دعوت و تبلیغ اور درس و تدریس تو ان کا پیشہ و معمول تھا، پوری امانت و دیانت داری کے ساتھ اسی میدان میں لگے رہے، مختلف مساجد میں ہمیشہ خطبۂ جمعہ دینا انھوں نے اپنا معمول بنا لیا تھا، پوری زندگی اسی میدان میں نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ گزار دی، کبھی زبان پر حرفِ شکایت نہیں لائے۔

فاضل رفیق بلند اخلاق و کردار کے مالک تو تھے ہی، ساتھ ہی ان کے زبان و بیان میں بھی حلاوت و چاشنی اور سنجیدگی و سادگی پائی جاتی تھی، پوری سلاست و سادگی کے ساتھ اپنی بات رکھتے تھے کہ ہر کوئی آپ کے وعظ و بیان کو سمجھ لیتا تھا اور جانے انجانے کسی بھی شخص سے ملتے تھے تو اسے اپنی شیریں بیانی اور بلند اخلاق کا گرویدہ بنا لیتے تھے۔

ہمارے گاؤں انتری بازار، سدھارتھ نگر میں آپ کا آنا جانا لگا رہتا تھا، کبھی دعوت

و تبلیغ کے لیے تو کبھی ویسے ہی عام ملاقات کے لیے، گاؤں کے کئی اجنبی لوگوں سے آپ کی ملاقات ہوتی تھی، باہمی گفت و شنید کے بعد بہت سے لوگوں کو اپنی بلند اخلاقی کے باوصف اپنا اسیر وگرویدہ بنا لیا تھا۔ جب یہاں کے لوگوں کو آپ کی وفات کی خبر لگی تو بڑے رنجیدہ ہوئے کئی لوگوں کی زبانوں پر ان کی تعریف و توصیف اور عمدہ اخلاق و ملنساری کا تذکرہ تھا۔

فاضل گرامی مولانا محمد انیس سلفی رحمہ اللہ کی یہ عام عادت تھی کہ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتے صرف زبانی ہی نہیں عملی طور پر بھی آگے بڑھتے تھے، طلبہ کی خبر گیری کرتے تھے، ان کے دکھ درد کا مداوا بنتے، اساتذہ و اسٹاف میں سے سبھوں کے حال احوال دریافت فرماتے، اگر اسٹاف میں سے کسی کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو دلاسہ دینے کے ساتھ ساتھ اس کے دکھ درد کو بانٹنے کی کوشش کرتے۔ آپ کے اندر صبر و ضبط کا پیمانہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، کبھی بھی ہنگامی حالات میں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتے تھے، مشکل حالات میں بھی مسکراہٹ و تبسم آپ کے چہرے پر بکھری رہتی تھی، بیماری کے ایام میں بھی صبر و شکر کے پیکرِ بیکراں بنے رہے، مالی و بدنی پریشانی کے باوجود ماتھے پر کبھی حرفِ شکن نہیں آیا، ملنے والوں سے ہمیشہ دعائے خیر کی درخواست کرتے رہے، یہ ان کی عادتِ مستمرہ تھی کہ خود دعا دیتے اور دعا کی درخواست بھی کرتے تھے۔

آپ کے اندر قناعت و خود داری کوٹ کوٹ کر بھری تھی، بڑے سلیقہ مند تھے، نظافت و صفائی اور خوش پوشاکی عام عادت تھی۔مالی حالت تو بہت بہتر نہیں تھی، مگر ظاہری حالت کو دیکھ کر مالی حیثیت کا اندازہ کرنا بہت مشکل تھا، کیوں کہ خود داری

کے ساتھ ساتھ نظافت و صفائی اور خوش پاشاکی میں ممتاز تھے، لیکن کبھی گداگری کی راہ نہیں اپنائی ہمیشہ خوددار بنے رہے، باطن کو گدلا نہیں کیا، بیماری کے ایام میں بھی کسمپرسی کی حالت کے باوجود کبھی اپنی پریشان حالی اور فقر و محتاجی کا ذکر نہیں کیا اور نہ بیماری و تنگ حالی سے پریشان ہوئے۔

شیخ رحمہ اللہ نے اپنے پیچھے پانچ بیٹوں : فوزان احمد، فرحان احمد، لقمان احمد، سحبان احمد، عدنان احمد سلمہم اللہ تعالیٰ اور دو بچیوں:عزیزہ سلمیٰ وعائشہ کو چھوڑا ہے، ابھی اولاد میں سے کسی کی شادی نہیں ہوئی ہے، ایک بچی کی شادی کا پروگرام بنا رہے تھے، مگر اے بسا آرزو کہ خاک شد، وقتِ موعود آ پہنچا اور بچوں کی شادی کی شہنائی بجنے سے پہلے ہی اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔بڑے بیٹے عزیزم فوزان سلمہ نے المعہد الاسلامی انوار العلوم گنجھڑاہی سے ادنیٰ سے لے کر جماعتِ رابعہ تک کی تعلیم حاصل کی ہے اور پھر جامعہ عالیہ عربیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اس وقت قطر میں کسی ملازمت سے منسلک ہیں، بقیہ دوسرے بیٹے ابھی زیرِ تعلیم ہیں اور دو بچے تو ابھی بالکل بھولے بھالے اور نادان ہیں۔اللہ ہی ان کا محافظ و نگہبان ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فاضلِ گرامی مولانا محمد انیس سلفی رحمہ اللہ کی مغفرت فرمائے، ان کی خدمات کو قبول فرمائے، طلبہ و شاگردان کو صدقۂ جاریہ بنائے، ان کی بشری لغزشوں اور خطاؤں کو درگزر فرمائے، قبر کی صعوبتوں سے بچائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور ان کے آل و اولاد کی حفاظت و نگرانی فرمائے۔ آمین! تقبل یا رب العالمین!

❀❀❀